باب نمبر 2
محبتِ الٰہی
اور اس کی چاشنی
افادات
ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب
www.SirateMustaqeem.net
اویسی بک سٹال
جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (سورہ البقرہ، آیت ۱۶۵)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ وَاَعْظَمَ شَانُہٗ وَاَتَمَّ بُرْہَانُہٗ کی حمد وثناء اور حضور پُرنُور شافع یُوم النشور دستگیرِ جہاں غمگسارِ زماں سیّدِ سروراں حامیٔ بے کساں امام المرسلین، خاتم النبیین، احمدِ مجتبیٰ جنابِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثانِ منبر ومحراب، اَربابِ فکر ودانش، اَصحابِ محبت ومودّت، حاملینِ عقیدہ اہلسنّت، نہایت ہی محتشم ومعزّز حضرات وخواتین

ربِ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ماہِ رمضان المبارک کی پُرنُور صبح میں آج

ادارہ "صراط مستقیم" کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے دوسرے اہم موضوع میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع "محبت الٰہی اور اُس کی چاشنی" ہے۔ میری دعا ہے کہ خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ اپنی محبت ہمیں زیادہ سے زیادہ محسوس کرنے کی سعادت عطا فرمائے

میں نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۵ کا ایک حصّہ تلاوت کیا ہے

خالق کائنات جَلّ جلالہٗ کا فرمان ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

قرآن مجید میں خالق کائنات جل جلالہٗ کا ارشاد ہے کہ کچھ لوگ اللہ کے سوا اور محبوب بنا لیتے ہیں۔ وہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔ ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی شدید قسم کی محبت کرتے ہیں

خالق کائنات جل جلالہٗ نے قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام پر بڑی وضاحت کے ساتھ اس محبت کے مضمون کو بیان کیا ہے۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ آبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ (سورہ التوبہ، آیت ۲۴)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیں اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے

وَاِخْوَانُكُمْ اور تمہارے بھائی

وَاَزْوَاجُكُمْ اور تمہاری عورتیں

وَعَشِيْرَتُكُمْ اور تمہارا کنبہ اور تمہارا خاندان

وَاَمْوَالُ ٰ اقْتَرَفْتُمُوْهَا اور تمہاری تجارت کے مال اور کمائی کے مال

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے

وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اور تمہارے پسند کے مکان

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں۔

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۲۴)

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ یہ بیان کر دیا کہ اس انسان کی جتنی بھی رشتہ داریاں ہیں یا اُس کی محبت کے جتنے بھی زوایے ہیں اُن سب کو سمیٹ کر اُس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جھنڈا بلند ہونا چاہیئے۔

ایک طرف اُس کی محبت اپنے باپ کے ساتھ ہے۔ اپنے بیٹے کے ساتھ اپنی زوجہ کے ساتھ ہے' اپنے کمائے ہوئے مال کے ساتھ ہے' اپنی تجارت کے ساتھ ہے' اپنی کوٹھی اور بنگلے کے ساتھ ہے اور دوسری طرف اُس کی محبت اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور جہاد کے ساتھ ہے جب یہ محبتیں آپس میں متعارض ہو جائیں اور مقابل آ جائیں تو مومن وہ ہوگا جو ان ساری چیزوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بلند کرے گا اور ان دو ذوات کی

محبت کو باقی تمام ذوات کی محبتوں پہ غالب کر دے گا۔

تو اس آیت کریمہ میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی تفصیل کا ذکر کیا وہاں ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بھی بیان کیا تا کہ کسی کو یہ غلط فہمی نہ رہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوئی فرق ہے۔ خالق کائنات جیسے دوسری چیزوں کی محبت ہم سے چھڑوانا چاہتا ہے ایسے ہی کہیں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ ذکر کر کے اس بات کو واضح کیا کہ اللہ باقی ہر چیز کی محبت تو چھڑانا چاہتا ہے۔

وہ محبت جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابل میں آ جائے لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی اپوزیشن نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت ہے اسی واسطے اپنی محبت کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بخاری شریف میں اس بات کو ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مستعمل پانی حاصل کر رہے تھے اور اُسے چوم رہے تھے، ماتھوں پہ لگا رہے تھے۔ اُن سے جب پوچھا گیا:

مَايَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰذَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''میرے صحابہ تم ایسا کیوں کرتے ہو، میں وضو کرتا ہوں اور تم میرے وضو کے پانی کیلئے تڑپتے رہتے ہو، جھگڑا کر کے اس کو حاصل کرتے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس مقام پر صحابہ کرام کا جواب یہ تھا

لِحُبِّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

یہ کام اللہ تعالیٰ کی محبت اور آپ کی محبت کیلئے ہم کرتے ہیں۔

وہاں پر وضوتو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا' خالق کائنات تو اعضاء سے بھی پاک ہے لیکن اُس مستعمل پانی کے بارے میں صحابہ کرام کا نظریہ یہ تھا کہ اس پانی سے ہمیں دونوں محبتوں کی خوشبو آتی ہے۔

اس واسطے قرآن وسنت میں یہ دونوں محبتیں ہمیشہ یکجا رہی ہیں اور ان کو یکجا ہی بیان کیا گیا ہے اور نفس الامر میں ان دونوں محبتوں کا ایک ہی حکم ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت الٰہی کا حکم جب اپنی اُمت کو دیا تو اس کا انداز بھی بڑا منفرد قسم کا تھا۔

آپ کا فرمان طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے علاوہ حدیث شریف کی متعدد کتب میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ بِهٖ مِن نِعَمِهٖ

(جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۸۹)

اے میرے صحابہ تم اللہ سے محبت کرو اس واسطے کہ وہ تمہیں نعمت کی غذا دیتا ہے اور وہ تمہیں نوازتا ہے اور وہ تم پر اپنے ابر کرم کی برسات جاری رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے جو باعث ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر سرفہرست اس چیز کو ذکر کیا کہ مومن کو آغاز محبت میں کم از کم اس چیز کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ رب جو کھلاتا ہے' پلاتا ہے اور ہر وقت اُس کے کرم کی برسات ہو رہی ہے۔ تو اُس رب سے ضرور پیار کرنا چاہیئے اُس سے ضرور محبت کرنی چاہیئے جب کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ جس میں اُس کا فضل ہم پہ برس نہ رہا

ہو اور کوئی گھڑی ایسی نہیں کہ جس میں اُس کے انعامات اور نوازشات کا سلسلہ جاری نہ ہو تو پھر ہمیں بھی اُس کے ساتھ محبت کرنی چاہیئے اور اُس محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔

حضرت داوٗد علیہ السلام اپنی دعا میں اکثر یہ جملہ استعمال کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (شعب ایمان، صفحہ ۳۸۲)

اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے لئے میرے کان کے مقابلے میں اور میری آنکھ کے مقابلے میں اور نہایت سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کے مقابلے میں زیادہ کردے۔

یعنی انسان کو اپنے کان اور اپنی آنکھ سے بڑی محبت ہے کہ یہ میرے اعضاء سلامت رہیں اور طبعی طور پر بندہ گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے پیار کرتا ہے۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کا یہ دعائیہ جملہ ہے:

وہ کہتے ہیں کہ ہر جہت کی جو محبت ہے اُس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہونی چاہیے اور وہ ہمیشہ اس کے غلبے اور کثرت کی دعا مانگتے رہتے تھے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجتماع میں خالق کائنات جل جلالہٗ کی محبت کا بڑا انوکھا واقعہ ذکر کرتے ہوئے اس کی محبت کو واضح کیا:

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کو روایت کیا ہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو ذکر کیا ہے۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں میں سے ایک نوخیز ولی کا تذکرہ ایک اللہ کے ولی کی بچپن میں اللہ کے ساتھ جو محبت تھی اور اس کی جو چاشنی تھی

اُس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا۔

آپ تصور کریں کہ وہ کتنے پائے کے ولی ہونگے کہ جن کا تعارف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

کَانَ یُبْرِءُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ

اُس ولی کی عمر اگرچہ چھوٹی سی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کا مقام اتنا بڑا تھا کہ اللہ کے وہ نوخیز اور نونہال ولی جس مادرزاد اندھے کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیتے تھے اللہ اُس کو آنکھیں عطا فرما دیتا تھا۔ جس مریض پر وہ ہاتھ رکھتے تھے اللہ تعالیٰ اُس کو شفا عطا فرما دیتا تھا۔ یعنی اتنا بڑا مقام و مرتبہ اُس کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں تھا۔ اُن کا اظہار اس طرح ہوا کہ ایک قافلہ میں وہ ولی موجود تھے۔ سامنے ایک شیر راستہ رد کے کھڑا تھا، کوئی بندہ اُس راستے سے گزر نہیں سکتا تھا تو قافلہ والے بہت پریشان تھے تو دور کھڑے ہو کر اُس اللہ کے ولی نے ایک چھوٹا سا پتھر پھینکا وہ شیر اُس پتھر کے لگنے کی وجہ سے مر گیا اور تمام کے تمام قافلہ کا وہاں سے گزرنا آسان ہو گیا۔

اس کے بعد بات چلتی گئی، چلتی گئی یہاں تک کہ اُس کے پاس پہنچی تو اُس وقت کا جو حکمران تھا وہ بڑا ہی فاسق و فاجر تھا بلکہ اُس نے اپنی الوہیت کا اعلان کر رکھا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے آپ کو معبود قرار دیتا تھا۔ اُس کے وزراء میں سے جب ایک شخص نابینا ہو گیا تو اُس کو کسی نے بتایا کہ ایک اللہ کا ولی ہے وہ ہاتھ پھیرتا ہے تو آنکھیں بالکل درست ہو جاتی ہیں

لہذا وہ وزیر جب اُس ولی کے پاس پہنچا اور کہنے لگے کہ اتنے اونٹ ہیرے اور جواہرات کے پیش کروں گا آپ میری آنکھوں کا علاج کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی نے کہا کہ مجھے تیرے ان نذرانوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اُس ولی نے جب وزیر کی

آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تو اُس وزیر کی آنکھیں درست ہوگئیں اور بالکل روشن ہوگئیں۔

اس طرح بادشاہ کے قرب میں اللہ تعالیٰ کے اُس ولی کا چرچا پہنچا تو بادشاہ نے اُس کو اپنے لئے خطرے کی گھنٹی سمجھا۔ اگر اس حق پرست کی یوں تشہیر ہوتی گئی تو خلق خدا اس کی طرف مائل ہوجائے گی اور پھر جو یہ پیغام دے گا تو لوگ اُس کو تسلیم کرلیں گے۔ جس کے نتیجے میں میرا تختہ الٹ دیا جائے گا۔ تو اُس نے اپنی حکومت کو بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے اُس ولی کے ساتھ دشمنی کی۔ اُس کو شہید کرنے کا اُس نے ارادہ کرلیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جب اُس بچے کو گرفتار کیا گیا تو بادشاہ نے اُس سے سوال کیا:

وَلَکَ رَبٌّ غَیْرِیْ

کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے۔ یہ بڑا عجیب سوال تھا اُس بادشاہ کو اپنے الٰہ ہونے پر اتنا گھمنڈ تھا کہ پوچھنے لگا کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے ولی نے بادشاہ کو جواب دیا:

نَعَمْ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ

ہاں اللہ صرف میرا ہی خدا نہیں بلکہ وہ تیرا بھی خدا ہے۔ میرا رب بھی اللہ ہے اور تیرا رب بھی اللہ ہے۔ میں اُس کا کلمہ پڑھتا ہوں اور اُس کی محبت میں جیتا ہوں اور اُس کی محبت نے مجھے یہ انعام دیا ہے کہ میں نے زندگی کے کچھ لمحات اُس کے قرب میں گزارے ہیں، اُس کی عبادت میں مصروف رہا ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ شان میرے ہاتھوں کو عطا کردی کہ میں ہاتھ پھیرتا ہوں، بیماریاں دور ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اندھوں کی آنکھیں اللہ کی دی ہوئی توفیق سے میرے ہاتھ کی برکت سے روشن ہوجاتی ہیں۔

جس وقت بادشاہ نے دیکھا کہ اس پر کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہوئی

اور یہ میرے سامنے بھی اپنے رب کی بات کر رہا ہے تو اُس نے یہ منصوبہ بنایا کہ اس کو کسی طرح راستے سے ہٹایا جائے تو اُس نے خصوصی ٹیم ترتیب دی کہ اس بچے کو پہاڑ پر لے جاؤ جب تم چوٹی پر پہنچ جاؤ تو وہاں سے اس کو پہاڑ سے نیچے گرادو تا کہ نیچے آنے تک اس کی ہڈیاں بھی سلامت نہ رہیں۔ یہ جو میری سلطنت میں معاذ اللہ ایک فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے میں اس سے سلطنت کو بچا سکوں گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جب حکومت کے سپاہی اُس بچے کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے جس وقت چوٹی پر جا کر اُس کو نیچے گرانے لگے تو فوراً اللہ کے ولی نے اپنا رابطہ اپنے رب سے بحال کیا اُن کی زبان پر یہ لفظ آ گئے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَاشِئْتَ

اے اللہ! یہ مجھے ہلاک کرنے کیلئے اپنی تدبیر کر رہے ہیں اور میرا سب کچھ تو ہے اگر تو اس پر راضی ہے کہ مجھے اس پر گرا دیا جائے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ تیری جو مشیت ہے اُس کے لحاظ سے تو ان کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہو جا۔ یہ اپنا کام کر رہے ہیں تو اپنی قدرت کا اظہار کر دے۔ جس وقت اُس بچے نے یہ دعا کی تو اُس پہاڑ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس انداز میں آیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی تو سلامت رہا لیکن بادشاہ کے جو سپاہی اُس بچے کو گرانے پہاڑ پہ چڑھے تھے وہ سارے نیچے گرے اور ان کے پرخچے اڑ گئے اور وہ سارے کے سارے لقمہ اجل بن گئے۔

وہ پہاڑ سے مسکراتا ہوا نیچے اتر آیا اور شہر کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ کو انتظار تھا کہ ابھی میری ٹیم واپس آتی ہے اور میرے سپاہی آ کے بتاتے ہیں کہ وہ کیسے گرا اور کیسے اُس کی ہڈیاں ٹوٹیں اور کیسے اُس کی جان نکلی۔

لیکن جب اُس نے اللہ کے ولی کو دیکھا تو وہ حیران رہ گیا کہ وہ بچہ تو صحیح

سلامت واپس پہنچ گیا ہے۔ بادشاہ نے جب پوچھا تو اللہ کے ولی نے کہا "میرے ساتھ جو گئے تھے مجھے ہلاک کرنے کیلئے اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا، مجھے ہلاکت سے بچالیا ہے اور مجھے محفوظ رکھا ہے"۔

بادشاہ کیلئے یہ بات مزید خطرناک تھی کہ میں نے جن کو ان کے ساتھ بھیجا تھا وہ سارے مر گئے اور یہ بچ گیا۔ اب مزید اس کا پلڑا بھاری ہو گیا ہے۔

پھر اُس بادشاہ نے ایک نئی ٹیم تشکیل دی اور کہنے لگا کہ اب اس کو کشتی پر سوار کر لو اور سمندر کے درمیان میں پہنچ کر اس کو کشتی سے دھکا دے دو تاکہ یہ پانی میں ڈوب جائے اور تم واپس آ جاؤ۔

جب اُس کو بادشاہ کے سپاہی لے کر سمندر کے وسط میں پہنچ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ان سپاہیوں نے اللہ تعالیٰ کے ولی کو پکڑ لیا اور نیچے گرانا چاہتے تھے تو اس ولی نے پھر وہی لفظ بولے اور اپنے رب کو پکارا:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ

اے اللہ! جو تیری مشیت ہے تو ان کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہو جا تجھے میں پکار رہا ہوں۔ تیری محبت کی وجہ سے اے اللہ یہ میرے دشمن بن گئے ہیں اور یہاں گرانے کیلئے آ گئے ہیں۔

جس وقت اللہ کے ولی نے پھر یہ دعا کی تو وہ کشتی اس انداز میں ہچکولے کھانے لگی کہ اللہ کا ولی تو محفوظ رہا لیکن جتنے لوگ گرانے گئے تھے وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے، پانی میں ڈوب گئے اور وہ سلامتی کے ساتھ پھر ساحل پہ پہنچ گیا۔

جب وہ صحیح سلامت شہر میں پہنچ گیا تو پھر بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی کہ یہ کیسا انسان ہے یہ میری تدبیر اور میرے حملوں کے باوجود مر ہی نہیں رہا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا

کہ اس کا رب کتنی قدرتوں والا ہے اور اُس کی وہ کس انداز سے حفاظت کر رہا ہے اور اس کا اللہ کتنا قادر مطلق ہے اور اُس کے حکم کے سامنے کسی کا کوئی بس چلتا ہی نہیں۔ اُس بادشاہ کو تعجب تھا اور مزید سوچ رہا تھا کہ میں اس بندے کو راستے سے کیسے ہٹاؤں۔ اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا اور اس کے الفاظ کی تاثیر میری رعایا پر اثر کر جائے گی اور لوگ اس کے خدا کو ماننا شروع کر دیں گے۔

وہ ایسا سوچ ہی رہا تھا کہ اللہ کے اس ولی نے کہا:

کہ تم مجھے کبھی بھی مار نہیں سکتے۔ یہاں تک کہ تم وہ طریقہ اپنا لو جو میں تمہیں بتاتا ہوں تو بادشاہ بڑا خوش ہوا کہ یہ خود ہی اپنے مرنے کا طریقہ مجھے بتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ولی نے کہا کہ تم ساری رعایا و عوام کو ایک میدان میں اکٹھا کر لو اور وہاں مجھے ایک ستون پر کھڑا کر دو اور مجھے وہاں کھڑا کرنے کے بعد اپنے ترکش سے ایک تیر نکالو اور اُس تیر کو جب تم کمان میں رکھو تو چلانے سے پہلے یہ الفاظ بولو:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ

اس بچے کے رب کے نام کے ساتھ میں تیر مارتا ہوں۔

جب تم میرے اللہ کا نام لے کر مجھے تیر مارو گے تو پھر میری شہادت ہو جائے گی اگر نہ تم جس طرح بھی مجھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرو کے میرا رب مجھے اس طرح نہیں مرنے دے گا۔

یہ میری محبت ہے اگر میرے رب کے نام سے مجھے تیر لگے گا تو اس سے مجھے اتنی لذت ملے گی اُس کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس سے میرا جو مقصد ہے وہ پورا ہو سکے گا اُس کا بھی تمہیں اندازہ نہیں کہ میں اپنی جان دے رب کے پیغام کو کس طرح آگے پہنچاؤں گا۔

لہذا تم اپنے ترکش سے تیر نکال کے میرے رب کے نام سے مجھے مارو اور تیر مارتے وقت اپنی زبان سے یہ لفظ بولو:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ

اس بچے کا جو رب ہے میں اُس کے نام کے ساتھ یہ تیر مارتا ہوں۔

بادشاہ نے کہا کہ یہ تو ہم فوراً کرتے ہیں۔ سلطنت میں اعلان ہو گیا کہ سارے ایک گراؤنڈ میں اکٹھے ہو جائیں۔ لہذا تمام کے تمام لوگ ایک گراؤنڈ میں جمع ہو گئے۔ دور دور تک ایک جم غفیر تھا۔

ایک سٹیج پر نوخیز ولی کو کھڑا کر دیا گیا۔ بادشاہ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ

بِسْمِ اللّٰہ جب اُس نے کہا اگر چہ اُس وقت اللہ کے ولی کی طرف موت کا حملہ ہو رہا تھا لیکن اُن کو بڑی لذت آ رہی تھی کہ جو اپنے زمانے میں اپنے الٰہ ہونے کے دعوے کر رہا تھا آج اگر چہ میں تو دنیا سے جا رہا ہوں لیکن اُسی کی زبان سے میں اپنے رب کا نام نکلوا رہا ہوں۔ وہ میرے رب کو مان رہا ہے اور میرے رب کا نام لے کر مجھے تیر مار رہا ہے۔ لہذا وہ ولی لذت محسوس کر رہے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں میری جان تو نکلے گی لیکن اس انداز میں نکلے گی جو میرے رب کا باغی بنا ہوا تھا اور زبان پر لفظ لانا ہی نہیں چاہتا تھا۔

میں اپنی جان دے دوں گا لیکن اُس کی زبان سے میں اپنے رب کا نام ضرور نکلواؤں گا، جب اُس کی زبان سے اپنے رب کا نام سنوں گا تو موت جیسی تلخی بھی مٹھاس میں بدل جائے گی۔

بھرے مجمع میں جب بادشاہ نے ترکش سے تیر نکالا اور بسم اللہ پڑھ کے جب اُس نے چلایا تو وہ بچے کے کان پٹی پہ آ کے لگا تو اپنا ہاتھ اٹھا کے اپنی کان پٹی پہ رکھا تو اسی کے ساتھ ہی وہ جام شہادت نوش کر گیا۔ جس وقت مجمع عام نے دیکھا کہ یہ بادشاہ سے مرتا ہی نہیں تھا اس نے پہاڑ پر چڑھایا پھر بھی بچ گیا' اس نے سمندر میں گرانے کی کوشش کی پھر بھی بچ گیا۔ اب جس وقت اس کو مارا گیا تو یہ آواز دی گئی۔

بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَامِ

جب یہ آواز تمام مجمع میں گونجی تو ایک طرف اُس بچے کی شہادت ہو رہی تھی دوسری طرف پورا مجمع یہ نعرہ لگا رہا تھا:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ (ابن کثیر جلد ا،ص ۵۲۶)

ہم اس بچے کے رب پر ایمان لے آئے ہیں۔

اس کے نفس گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاک چمنستان شرر آمیز

اللہ کے ولی کے اندر جو حرارت ہے وہ اثر کر کے ہی رہتی ہے۔ انہوں نے کہاں ایک ایک کو پکڑ کر پیغام دینا تھا اور اللہ کی محبت کا پیغام بانٹنا تھا اور لوگوں کو اللہ کی توحید کی طرف متوجہ کرنا تھا۔ کہاں بادشاہ نے ایک ہی مقام پر سب کو اکٹھا کر دیا۔ اگر چہ اُس کا تو خون بہہ رہا تھا مگر یہ بادشاہ جو ہمیں کہتا تھا کہ مجھے سجدہ کرو اور اپنے رب ہونے کے دعوے کرتا تھا آج اس بچے کے رب کا نام لے رہا ہے تو پھر سچا تو وہی رب ہے جو اس بچے کا رب ہے جس کے اندر اتنے کمالات ہیں تو سب نے بیک آواز کہا:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ

پورے مجمع کیلئے اللہ کی محبت کو پیش کرتے ہوئے اور اللہ کی محبت کی چاشنی کو

بانٹتے ہوئے اس انداز میں اپنی جان پیش کی کہ اُن کی روح نکل رہی تھی اور تمام لوگوں کے دلوں میں اللہ کا پیغام داخل ہوتا جارہا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس اللہ کے ولی کی قبر کی کھدائی اتفاقی طور پر ہوگئی۔ ابن کثیر نے اس کو لکھا ہے اور متعدد کتب حدیث میں یہ بات موجود ہے

أَصْبُعُهُ عَلٰى صُدْغِهٖ كَمَا وَضَعَهَا حِيْنَ قُتِلَ

(ابن کثیر ص ۵۲۷، جلد ۴، مکتبہ حقانیہ پاکستان)

اب تک صدیاں گزر گئیں تھیں' ہزاروں سال پہلے کی ایک اُمت کے ولی کا جسد اطہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب ظاہر ہوا تو اُن کا ہاتھ یہیں کان پر موجود تھا۔ بدن سلامت تھا اور چہرے پر تازگی تھی۔

اللہ کے نام پر جس نے اپنی جان دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدن کو محفوظ رکھا۔ اس حدیث کو حضرت امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے۔

اس انداز سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرایت کر جاتی ہے کہ جب بندہ زندہ رہتا ہے اُس محبت کی تاثیر ہوتی ہے۔ وہ دنیا سے جاتا ہے تو پھر بھی اُس سے اللہ کی محبت کی تاثیر دوسرے لوگوں تک پہنچ رہی ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا کمال ہے کہ جہاں یہ آجاتی ہے وہاں خاکی بدن بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اُسے اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے تقاضے اور اُس کی علامات:

اس سلسلے میں امت کے اولیاء کرام کی بہت سی تشریحات موجود ہیں۔ ایک دن حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا جو بہت بڑی اس اُمت کی ولیہ ہیں۔ اُن کے پاس حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت رابعہ نے اُن سے پوچھا:

مَا تَعُدُّوْنَ السَّخَا فِيْكُمْ

اے حضرت سفیان یہ تو بتاؤ تمہارے نزدیک سخاوت کسے کہتے ہیں ۔ سخا کا مطلب کیا ہے تو حضرت سفیان ثوری نے کہا کہ سخا کی دو مختلف تعریفیں ہیں ۔

وَاَمَّا عِنْدَ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا

(۱) ایک تعریف ہے ابنائے دنیا کے نزدیک

(۲) اور دوسری ہے ابنائے آخرت کے نزدیک

سخاوت کی ایک تعریف دنیا والوں کے لحاظ سے ہے اور دوسری تعریف آخرت والوں کے لحاظ سے ہے۔

حضرت سفیان ثوری کہنے لگے کہ دنیا والے سخاوت اس کو کہتے ہیں:

فَالَّذِیْ یَجُوْدُ بِمَالِهٖ

جو شخص اپنا مال صدقہ کر دے اور بے دریغ خرچ کر دے لہو ولعب میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کیلئے اُس کو سخاوت کہا جاتا ہے جو اپنا مال دے دنیا والے اُس کو سخاوت کہتے ہیں۔

اَمَّا عِنْدَ اَبْنَاءِ الْآخِرَةِ

لیکن آخرت والوں کے نزدیک سخاوت یہ ہے۔

فَهُوَ الَّذِیْ یَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ

جو اپنا مال نہیں اپنی جان بھی اللہ کیلئے دے دیں۔

صرف مال ہی نہ دیں بلکہ اپنی صلاحتیں رگڑ رگڑ کر اللہ کیلئے ختم کریں' اپنے بدن کو اللہ کیلئے پیش کر دیں اور اپنے آپ کو اللہ کیلئے صدقہ کر دیں اپنی ہی سخاوت کرے یہ تعریف آخرت والوں کے لحاظ سے ہے۔ یہ سخاوت کی تعریف ہے یہ دونوں تعریفیں ہی

بہت اہم تھیں۔

مگر حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:

فَقَالَتْ یَا سُفْیَانُ أَخْطَأْتَ فِیْھَا

اے سفیان تو نے سخاوت کی تعریف صحیح نہیں کی۔

سخاوت کی جو تعریف تم نے مجھے بتائی یہ درست نہیں ہے تو حضرت سفیان کہنے لگے "پھر تم ہی اس کی تعریف کرو کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں"۔

أَنْ تَعْبُدُوْهُ حُبًّا لَهٗ لَا لِطَلَبِ جَزَآءٍ (شعب ایمان جلد ا، ص ۳۷۳)

سخاوت یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت محض اُس سے پیار کیلئے کرو اور کسی جزاء کیلئے نہ کرو یہ ہے سخاوت کی تعریف۔

ایک تھا مال دنیا ایک تھا اپنے بدن کی سخاوت کرنا۔ حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں نہیں بلکہ سخاوت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس لئے کرو کہ وہ تمہارا محبوب ہے۔ اللہ سے پیار کیلئے اور اُس کے شوق کیلئے تم اُس کی عبادت کرو۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنت کے حصول کیلئے اللہ کی عبادت کرے اور جہنم سے بچنے کیلئے عبادت کرے۔

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی یہ دونوں باتیں پیش نظر نہ ہوں، نہ جنت کا حصول پیش نظر ہو اور نہ ہی جہنم سے آزادی پیش نظر ہو۔

حالانکہ ان دونوں باتوں میں شرعی طور پر کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ اس سے اگلا مقام ہے جو حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی تھیں کہ اللہ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اُس کی عبادت محض اُس کی محبت کیلئے کی جائے کہ وہ محبوب ہے ہم اُس کو سجدہ کریں وہ محبوب حقیقی ہے وہ فرمانے لگیں یہ سخاوت ہے کہ:

بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس لئے کرتا ہے کہ اُس کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہے۔ وہ محبت بندے کو مجبور کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنا بڑا محبوب ہے کہ اُس کو سجدہ کیا جائے اُس کے حکم پر جہاد کیا جائے' اُس کے فرمان پر اپنے قیمتی مال کی زکوٰۃ دی جائے اور اُس کے کہنے پر حج کی ادائیگی کیلئے سفر کیا جائے۔ طلب جزاء کیلئے نہیں بلکہ صرف محبت الٰہی کیلئے بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے۔ یہ وہ سخاوت ہے جو حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جس کا اظہار کیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لحاظ سے کہ وہ کھلاتا ہے' پلاتا ہے ۔ یہ اس راستے میں ڈالنے کیلئے آغاز ہے اور اہم بات ابتداء کے لحاظ سے ہے جب وہ چلتا جاتا ہے' چلتا جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اُس کو اتنی لذت ملتی ہے پھر اگر چہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کی اُس کے نزدیک بڑی قدر منزلت ہے لیکن عبادت کو صرف اس انداز میں کر رہا ہے کہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی محبت ایسا کرنے پر مجبور کر رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

بیہقی نے شعب ایمان میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے ایک ولی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سوال پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی علامت کیا ہے ہم کیسے سمجھیں گے کہ فلاں بندہ اللہ سے محبت کرتا اور فلاں نہیں کرتا تو انہوں نے مختصر سے جملے میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ

إِذَا كَانَ عَطَاؤُهُ إِيَّاكَ وَ مَنْعُهُ سَوَاءً (ابونعیم فی الحلیۃ، جلد ۸، صفحہ ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ کا حقیقت میں محب وہ ہے کہ جس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا اور منع دونوں برابر ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوازشات ہوں پھر بھی اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے محرومی ہو پھر بھی یہ دونوں حالتیں برابر ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ

کی طرف سے مسلسل نوازشات ہو رہی ہیں تو پھر بھی وہ خوش ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف آزمائش آ گئی ہے تو پھر بھی خوش ہے۔

اُس کے نزدیک عطا سے مراد نوازشات کا ملنا اور منع سے مراد اُس کی طرف سے نوازشات وانعامات کا رک جانا اور منقطع ہو جانا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے صوفی ہیں اس کو انہوں نے اپنے انداز میں بیان کیا کہ بندہ محبت ایزدی میں کمال کو تب پہنچتا ہے۔ آغاز تو پہلے بھی ہے کہ جب اللہ کی طرف سے انعامات کی بارش ہو تو خوش ہو اور جب اُدھر سے محرومی کا سامنا ہو تو پھر اگر چہ طبیعت مرجھا بھی جائے یہ ابھی ابتدائی مراحل ہیں لیکن جو بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں عروج تک پہنچ جائے اُس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اُس کے نزدیک دونوں حالتیں برابر ہو جاتی ہیں۔

اگر اللہ نواز رہا ہے تو پھر بھی یہ اُس سے پیار کرتا ہے اور اگر اُس کی طرف سے منع ہو جائے اور اُس کی طرف سے اگر محرومی کا سامنا ہو تو پھر بھی وہ انعامات سے محرومی کی شکایت نہیں کرتا۔ زبان پر تو کیا دل میں خیال تک بھی نہیں کرتا۔ دونوں حالتوں میں اپنی طبیعت کے لحاظ سے ایسے مسکراتا ہے اور اُس کا چہرہ پھول کی طرح کھلا ہوا ہوتا ہے۔

خالق کائنات اس کو اتنا پسند کرتا ہے کہ اس کی مجھ سے محبت محض میری ذات کی وجہ سے ہے۔ یہ میری نعمتوں کی وجہ سے متوجہ نہیں ہے بلکہ محض میری ذات کی وجہ سے ہے اگر میں دیتا ہوں تو پھر بھی مجھ سے پیار کرتا ہے اور اگر میں روک لیتا ہوں پھر بھی مجھ سے پیار کرتا ہے یہ محبت ایزدی کا وہ عروج کا نقطہ ہے جو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جس کو بیان کیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک اللہ کے ولی کا

پیغام بہت اچھا لگا جب وہ کہنے لگے:

اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّبِّیْ اَعْبُدُہٗ جَاءً لِّلْجَنَّۃِ فَقَطْ

(شعب ایمان ۱/۲/۷۳، اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۴/۵۳)

اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کہنے لگے" مجھے حیا آتی ہے کہ میں صرف جنت کی طلب میں اُس کی بندگی کروں۔ صرف میرا مقصود جنت کا حصول ہو اور میں اُس کی بندگی کرتا رہوں مجھے ایسی بندگی کرنے میں حیا آتی ہے"۔

اگر چہ بندے کو جنت بھی مطلوب ہے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

جنت کا سوال کوئی معیوب نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ جنت کو مقصود سمجھنا اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں اس کی حیثیت کیا ہے۔

جنت کو مقصود بنا لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف توجہ ہی نہ ہو تو وہ فرمانے لگے کہ بندگی میں مجھے حیا آتی ہے کہ اگر میں صرف جنت کے حصول کیلئے سجدے کرتا رہوں اور میری چاہت کا مرکز میرے رب کی ذات نہ ہو تو میں ایسی بندگی میں حیا محسوس کرتا ہوں۔ میں تو وہ بندگی کرتا ہوں جس میں میری توجہ سرفہرست خالق کی طرف ہوتی ہے اور ضمناً جنت کا خیال آ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ورنہ میں اپنی تمام توجہ اپنے رب کی طرف رکھتا ہوں اور سجدے کرتے وقت، جہاد کرتے وقت، دن رات اُس کا ذکر کرتے وقت یہ میں خیال ہی نہیں کرتا کہ مجھے اس کے صلے میں جنت ملے گی۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس کے صلے میں میرا رب اپنا قرب عطا فرمائے گا۔

اور کہنے لگے اگر میں ایسا کروں گا تو مجھ اور ایک مزدور میں فرق کیا رہے گا ایک شخص مزدوری دنیا کی کر رہا ہے اُس مزدوری کے پیش نظر یہ ہے کہ میں یہ کام کروں تو مجھے

اتنے پیسے مل جائیں۔

تو فرمانے لگے میں اُس اجیر کی طرح ہو جاؤں گا لیکن میرے نزدیک محبت ایزدی کا یہ مرتبہ ہے کہ میں اس کو ہمیشہ سرفہرست رکھتا ہو اور اس محبت کی وجہ سے ہر وقت مسرور رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں میں سر جھکا تا ہوں تو یہ وہ چاشنی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو محبت کی شکل میں عطا فرماتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ

مَنْ یُّحِبُّ اللّٰہَ

اُس بندے کی علامت کیا ہے جو اللہ سے پیار کرے۔

مَنْ یُّحِبُّہُ اللّٰہُ (شعب ایمان ۱/۳۶۹)

اور اُس بندے کی علامت کیا ہے کہ اللہ جس سے پیار کرے

یہ تو لازمی بات ہے کہ جو اللہ سے پیار کرے گا اللہ تعالیٰ اُس بندے سے ضرور پیار کرے گا۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

فرمایا تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

اور یہاں تک فرمایا:

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ

اے میرے محبوب علیہ السلام ان لوگوں سے فرمادو جو مجھ سے پیار کرنا چاہتے ہیں۔اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو پھر تم میرے پیچھے پیچھے آجاؤ میری سنت کو اپنالو میری اتباع کرلو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

پھر اللہ تم سے پیار کرے گا۔

یہ لازمی بات ہے جو بندہ محبت ایزدی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ یقیناً اللہ بھی اُس سے محبت فرماتا ہے۔ اُس کو اللہ تعالیٰ اُس کے درجے کی محبوبیت دے دیتا ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ سرفہرست محبوبیت پوری کائنات میں سے خواہ وہ فرشتے ہوں' انبیاء علیہم السلام ہوں' صدیق ہوں یا شہداء وہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا حبیب قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اُس کے مرتبے کے مطابق مقام محبوبیت عطا فرماتا ہے۔

یہاں تک فرما دیا کہ جو میرے محبوب علیہ السلام کے نقش قدم پہ چلے گا وہ صرف میرا محبّ ہی نہیں ہوگا۔

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اُس کو اللہ محبوب بنالے گا۔

جب ان دو علامات کے بارے میں حضرت بایزید بسطامی سے پوچھا گیا کہ آپ یہ بتائیں کہ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ فلاں بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔

یہ خدا رسیدہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی زندگی دشت محبت میں گزار دی جنہوں نے محبت کا فلسفہ سمجھانے میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ جن کے دل کا ہر محلہ اور ہر گلی اور ہر مکان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد رہتا تھا۔

اُن کے الفاظ میں بھی بڑی تاثیر ہے آج ہم اُن کا ایک ایک لفظ پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو دل کو تازگی ملتی ہے کہ واقعی وہ ذات کتنی عظمت والی ہے جو اپنی محبت کا ایک قطرہ بے قرار دل میں منتقل کر دیتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اُس کو سمندر کی شکل عطا فرما دیتا ہے

اور روح کو وہ محبت عطا کر دیتا ہے جو دنیا کے کسی نظارے میں اور دنیا کی کسی مصروفیت میں اور دنیا کے کسی حسن میں وہ لذت نہیں ہے جو خالق کائنات جل جلالہٗ اپنی محبت میں لذت عطا فرما رکھی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا تو فرمانے لگے:

مَنْ یُّحِبُّ اللّٰہَ وَھُوَ مَشْغُوْلٌ بِعِبَادِتِہٖ سَاجِداً وَّ رَاکِعاً

جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اُس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے، کبھی سجدہ کرتا ہے اور کبھی رکوع کرتا ہے۔ یہ بندے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے اس مضمون کو بیان کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ محض ہم کوئی کارروائی ہی نہیں کر رہے بلکہ ہم ان سب باتوں کو سیرت میں اتارنا چاہتے ہیں کہ یقیناً ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ تو اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے:

ھُوَ مَشْغُوْلٌ بِعِبَادِتِہٖ سَاجِدًا وَّ رَاکِعاً

وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے کبھی وہ سجدے کرتے ہوئے مصروف رہتا ہے اور کبھی وہ رکوع کی حالت میں مصروف رہتا ہے۔

اِنْ عَجَزَ عَنْ ذٰالِکَ اِسْتَرْوَحَ اِلٰی ذِکْرِ اللِّسَانِ

اگر وہ سجدہ کر کر کے تھک جائے، قیام سے تھک جائے، رکوع کر کر کے تھک جائے، سجدہ کرتے کرتے تھک جائے تو پھر بھی وہ غافل نہیں رہتا بلکہ وہ ذکر لسان کی طرف آجاتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور بیٹھے بیٹھے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا رہتا ہے اور اگر زبان سے ذکر کرتے کرتے تھک جائے، عاجز آجائے تو پھر

اِسْتَرْوَحَ اِلٰی ذِکْرِ الْقَلْبِ وَالتَّفَکُّرِ

پھر وہ بندہ دل کے ذکر کی طرف آ جاتا ہے۔ پہلے صرف ظاہری اعضاء سے ذکر کر رہا تھا۔ سجدہ کر رہا تھا' رکوع کر رہا تھا' قیام کر رہا تھا۔ اس سے جب عاجز آ گیا تو پھر زبان سے ذکر شروع کر دیا اور جب وہ زبان سے بھی عاجز آ گیا تو پھر اُس نے اپنے دل کو اللہ کی یاد کا یوں محور بنالیا ہے اور گھوارہ بنالیا ہے کہ ہر وقت اپنے دل و دماغ میں وہ اللہ کی ذات کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ اس کی ذات کے بارے میں اُس کی صفات کے بارے میں اُس کی شان کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔

فرمانے لگے:

یہ اُس بندے کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ محبت کرنے والا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ اس بندے کی علامت کیا ہے جس سے اللہ پیار کرتا ہے چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کو تو دیکھ نہیں سکتے۔ بندے کو دیکھ سکتے ہیں تو بندہ محبوبیت ایزدی کے درجے پر فائز ہو چکا ہو اُس بندے کے اندر ہمیں کیا چیز نظر آئے گی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے:

بندے کے اندر پیار کا یہ رنگ نظر آئے گا۔

اَمَّا مَنْ یُّحِبُّہٗ اللّٰہُ

لیکن وہ جس بندے سے اللہ پیار کرے تو

اَعْطَاہُ سَخَاوَۃً کَسَخَاوَۃِ الْبَحْرِ

وَ شَفْقَۃً کَشَفْقَۃِ الشَّمْسِ

وَتَوَاضُعًا کَتَوَاضُعِ الْاَرْضِ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "اُس بندے میں تین چیزیں سرفہرست نظر آئیں گی۔ پہلے نمبر پر سخاوت' دوسرے نمبر شفقت اور تیسرے نمبر پر تواضع

اور عاجزی تمہیں نظر آئے گی۔

(۱) سخاوت: اُس بندے میں سخاوت کیسے نظر آئے گی کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کو ایسی سخاوت دیتا ہے کہ جتنی سخاوت اللہ نے سمندر کو عطا فرما رکھی ہے۔ کوئی آئے چلو بھر لے' کوئی آئے ڈول بھر لے' کوئی آئے اور زیادہ لے جائے' اُس بندے کے اندر سخاوت ایسی ہوتی ہے جیسے سمندر کے اندر سخاوت ہوتی ہے

(۲) شفقت: بندے میں شفقت کیسے نظر آئے گی۔ فرمانے لگے

شَفَقَةً كَشَفَقَةِ الشَّمْسِ

اُس بندے کی شفقت سورج کی شفقت کی طرح ہوتی ہے۔ وہ یوں نہیں کرتا کہ میں بادشاہ کے دربار کو تو روشن کروں گا مگر فقیر کی کٹیا میں چاندنی داخل نہیں ہونے دوں گا۔

اُس کی شفقت ایسی ہے کہ دائیں بائیں' آگے پیچھے ہر طرف اپنی کرنیں بھیجتا ہے۔ اپنے اُجالے بانٹتا ہے سب کو برابر حصہ دیتا ہے اور گورے کالے چھوٹے بڑے کے ساتھ امیر و غریب کے ساتھ' عربی عجمی کے ساتھ برابر سلوک کرتا جاتا ہے۔

ایسے ہی اللہ اُس بندے کو جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اُس کو اللہ تعالیٰ سورج جیسی شفقت عطا فرما دیتا ہے۔

پھر

(۳) تواضع: بندے میں تواضع کیسے نظر آئے گی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے:

أَعْطَاهُ تَوَاضُعًا كَتَوَاضُعِ الْأَرْضِ (شعب ایمان ۱/۳۶۹)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو زمین جیسی تواضع عطا فرما دیتا ہے کہ زمین نیچے لیٹی ہوئی ہے۔ اُس پہ عاصی بھی قدم رکھ کے چل رہے ہیں۔ نیک بھی چل رہے ہیں اور کب سے اُس نے اپنے آپ کو نیچے بچھایا ہوا ہے اور کبھی اُس نے تھکاوٹ کا احساس بھی ظاہر نہیں کیا اُس نے کہا ہو کہ اے لوگو! میں تھک گئی آج ایک بوجھ کہیں اور لے جاؤ نہیں نہیں پوری طرح تواضع کے ساتھ نیچے لیٹی ہوئی ہے۔

فرمایا ''ایسے ہی اللہ تعالیٰ اُس بندے کو جس کے ساتھ اللہ نے محبت کی ہے اُس کو زمین جیسی تواضع دے دیتا ہے''۔

پھر وہ تکبر نہیں کرتا' وہ اکڑتا نہیں' وہ مغرور نہیں ہوتا' وہ لوگوں سے جب اچھی بات سنتا ہے تو پھر بھی وہ خوش ہوتا ہے جب کچھ لوگ اُس پر طعنہ زنی کرتے ہیں تو پھر بھی اُس کے تیور نہیں بدلتے۔ اُس کے ماتھے پر شکن نہیں پڑتے وہ زمین جیسی تواضع کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ اُس سے جو بھی سلوک کیا جائے وہ اپنی اُس تواضع کو برقرار کرتا ہے۔

یہ علامات حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس شخصیت کی بیان کر دیں کہ جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ پیار کرتا ہے۔

اب جس وقت ہم ان علامات پر غور کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے تقاضے اور اُس کی علامات کہ جب ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے دین سے بھی محبت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام سے بھی محبت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن سے بھی محبت کریں۔ محبت اس کا نام ہے اگر حکم سخت آ گیا تو ہم کہیں کہ یہ محبت تو ہم سے نہیں ہوتی۔ یہ سردی کی رات ہے یخ بستہ رات ہے اور ہوا میں شمشیر کی سی تیزی ہے اور اب ہمارا جو رب ہے وہ کہتا ہے کہ اٹھو ٹھنڈے پانی سے وضو کرو اور میرے دربار میں کھڑے ہو جاؤ تو اب یہ محبت کہے کہ یہ تو نہیں ہوتا' کچھ اور کر لوں گا' نہیں نہیں اللہ سے محبت کا

تقاضا یہ ہے کہ اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع کر دو۔ اگر معاملہ سمجھ آ رہا ہے پھر بھی مانو اگر معاملہ سمجھ میں نہیں آتا پھر بھی مانو۔

اللہ تعالیٰ کی محبت پر اُس کے ہر حکم کے پابند بن جانا۔ اُس کے سارے احکامات کو ماننا اور امر پر عمل کرنا اور نواہی سے باز رہنا یہ اُس محبت کا تقاضا ہے جس کو پورے قرن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

اور آج کی ہماری گفتگو کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ ایمان والوں کی شان کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ

اگر چہ بتوں کے پجاری کہتے تو ہیں کہ ہم بتوں سے پیار کرتے ہیں مگر انہیں کہاں نصیب ایسا پیار جیسا ہم اپنے اللہ سے کرتے ہیں۔

بتوں کے پجاری مشکل وقت پر بتوں سے بے زار ہو جاتے ہیں اور بھاگ جاتے ہیں اور سرکشی کا اعلان کر دیتے ہیں اور اُن سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کا علمبردار جس طرح کہ آپ نے دیکھا کہ اللہ کا ولی کیسے اپنی محبت کا اظہار کیا جب اُس کو اتنے امتحانات سے گزارہ گیا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا نعرہ بر وقت بلند کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ

ایمان والوں کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اُس کے مقابلے میں اگر باپ کی محبت آ جائے تو وہ بھی نیچے رہے گی۔ بیٹے کی محبت آ جائے اُس کو بھی روند دیا جائیگا۔ والدہ کی محبت اللہ کے حکم کے مقابلے میں آ جائے تو اُس کو بھی پیچھے ہٹا دیا جائے گا۔

معاشرے کی محبت سوسائٹی کی محبت کسی چیز کی محبت بھی جو اللہ تعالیٰ کی محبت

کے مقابلے میں آ رہی ہے اُس کو روند دیا جائے گا۔

یہ محبت اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اس جہت سے باپ کی محبت اللہ کیلئے والدہ کی محبت اللہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی اولاد سے محبت اور اپنے شیخ سے محبت اپنے استاد سے محبت یہ ساری سمٹ کے اللہ تعالیٰ کی محبت میں شامل ہو جاتی ہیں اور ان محبتوں کو برقرار رکھنے کا حکم بھی دیا گیا ہے لیکن جو محبت اللہ تعالیٰ کی اپوزیشن بن جائے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت سے ٹکرانے والی ہو تو اُس محبت کو روند کر اللہ کی محبت کا جھنڈا بلند کیا جائے گا یہ اس آیت کریمہ کا مطلب ہے:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

ایمان والے اپنے خدا سے ایسی محبت کرتے ہیں جتنی محبت بتوں کے پجاری بھی اپنے بتوں سے نہیں کرتے۔

اب یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ہماری محبت ہے اُس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی شریعت سے محبت ہو اللہ تعالیٰ کے احکام سے محبت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ہماری محبت ہے اُس کا کتنا بڑا تقاضا ہوگا۔ وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنا رکھا ہے اُن سے بھی پیار کیا جائے۔

اس واسطے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

اَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ

اے میرے صحابہ تم مجھ سے بھی محبت کرو کیوں لحب اللہ اس واسطے جو تمہارا خالق ہے وہ میرا محب ہے۔

اَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ

اللہ سے محبت کرو وہ تمہیں کھلاتا ہے' پلاتا ہے۔ یہ اللہ کی محبت کے تقاضے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس کے بعد جو اپنی محبت کا ذکر کیا۔ فرمایا ''اللہ ہی کی محبت کا تقاضا ہے کہ تم مجھ سے بھی محبت کرو' مجھ سے محبت نہیں کرو گے تو تم نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا پورا ہی نہیں کیا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے تو محبت کرو لیکن اللہ جس سے محبت کرتا ہے اُس کو تم چھوڑ جاؤ' اُن کی محبت سے تم پیچھے ہٹ جاؤ' اُن سے تم عداوت و بغض رکھ نہیں سکتے''۔

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ (جامع ترمذی حدیث ۳۷۸۹)

مجھ سے تم اس لئے محبت کرو کہ میں تمہارے رب کا بھی محبوب ہوں ۔لہذا اللہ کی محبت کیلئے مجھ سے بھی محبت کرو۔ یہ ہے اہل حق کا محبت ایزدی میں فلسفہ یہاں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی علیحدہ چیز ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کامل تب ہوگی بندے کے اندر جب وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام اولیاء کرام سے صدیقیں شہداء سے اللہ کیلئے پیار کررہا ہوگا تو پھر محبت ایزدی کے تقاضے پورے ہوتے نظر آئیں گے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف اسلامی جو مقام ہے وہ کتنا اونچا ہے ان کی محبت کیا تھی اور اُن کو جو محبت ایزدی کا جو فلسفہ حاصل تھا۔

اس مقام پر حضرت جنید بغدادی سری سقطی کے حوالے سے بات کررہے ہیں مجھے بار باران کے مزار کی حاضری نصیب ہوئی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن سری سقطی سے ایک مکالمہ سنا۔ وہ کہنے لگے میں عالم روحانیت میں اپنے رب سے گفتگو کررہا تھا اور میرا رب بول رہا تھا میں سن رہا تھا۔

خالق کائنات نے فرمایا کہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو سب ہی میری محبت کے دعوے کرنے لگے۔ میں نے انسان کو پیدا کیا تو انہوں نے میری محبت کا دعویٰ کیا۔ یہاں بطور مثال یہ کہا گیا ہے کہ میں نے دنیا کو پیدا کر دیا تو اب وہ سارے جو محبت کے دعوے کر رہے تھے اُن کی محبت میں فرق آنے لگا۔

فَاشْتَغَلُوْا بِهَا مِنْ عَشْرَةِ اٰلَافِ تِسْعَةَ اٰلَافِ وَ بَقِيَ اَلْفٌ

(شعب ایمان ۱/۳۷۴)

فرمایا "یوں سمجھو کل میں نے ۱۰۰۰۰ دس ہزار بندے پیدا کئے سب کا دعویٰ تھا کہ اے اللہ ہم تیرے بڑے محب ہیں"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے دنیا پیدا کر دی وہ دنیا میں مصروف ہو گئے اُن دس ہزار میں سے نو ہزار جو میری محبت کا دعویٰ کرتے تھے وہ دنیا کی محبت میں پڑ گئے اور میری محبت کے اندر وہ جھوٹے نکلے یعنی جو حقیقی تقاضا تھا وہ پورا نہ کر سکے"۔

پھر خالق کائنات نے فرمایا

بَقِيَ اَلْفٌ

ایک ہزار باقی رہ گیا تو پھر

خَلَقْتُ الْجَنَّةَ

میں نے جنت کو پیدا کیا ہے جب میں نے جنت کو پیدا کیا تو اُن ہزار میں سے ۹ سو جنت کے پیچھے پڑ گئے۔ انہوں نے میری بندگی کی لیکن غالب خیال جنت کا تھا تو ۹ سو جنت کی طرف چلے گئے باقی ایک سو پیچھے رہ گیا۔

خالق کائنات جل جلالہٗ فرماتا ہے:

فَسَلَّطْتُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنَ الْبَلَاءِ

میں نے کسی آزمائش میں اُن کو ڈال دیا' بیماری آ گئی یا کسی پریشانی میں ڈال دیا۔

فَاشْتَغَلُوْا عَنِّیْ بِالْبَلَاءِ

وہ اُس کے پیچھے پڑ گئے۔ اُن کے پیشِ نظر یہ تھا کہ یہ بیماری دور ہو جائے یہ اس طرح ہو جائے ہر وقت یہی دعا مانگتے رہتے تھے۔

خالق کائنات فرماتا ہے اُن سو میں ۹۰ نوے لوگ بیماری والے معاملے میں چلے گئے۔ دس پیچھے رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اُن سے پوچھا میرے بندو میں نے دُنیا بھی پیدا کی، میں نے جنت بھی پیدا کی، میں نے بیماری بھی بھیجی پھر بھی کوئی چیز میری محبت سے پیچھے ہٹا ہی نہیں سکی۔ وہ کہنے لگے اے اللہ! ہمیں ہر وقت تیرا ہی خیال رہتا ہے نہ دنیا میں ڈوبے، نہ جنت کیطرف متوجہ ہوئے اور نہ ہی بیماری ہمیں متوجہ کر سکی۔

خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

اَنْتُمْ عَبِیْدِیْ حَقًّا (شعب ایمان ۱/۳۷۴)

تم ہو میرے سچے بندے تم نے حق ادا کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا ہے۔ اگر چہ ہماری بساط مختصر سی ہے ہمارے اندر صلاحیت چھوٹی سی ہے۔

اَنْتُمْ عَبِیْدِیْ حَقًّا

یہ بات اُن بندوں کی ہے کہ جن کے دل سمندر ہیں لیکن یہ سبق تو ہمارے لئے بھی ہے، ہم بھی تو کوشش کریں کہ محض محبت ایزدی کیلئے ہر کام کیا جائے۔

خالق کائنات جل جلالہ آج کی ہماری اس حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ